OPEN ACCESS
AL-TABYEEN
(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)
Published by: ***Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.***

ISSN (Print) : 2664-1178
ISSN (Online) : 2664-1186
Jul-Dec-2021
Vol: 5, Issue: 2
Email: altabyeen@ais.uol.edu.pk
OJS: hpej.net/journals/al-tabyeen/index

تابعین کے اجماع مرکب کی شرعی حیثیت

ڈاکٹر انوار حسین*
ڈاکٹر نعمانہ خالد**

ABSTRACT

Consensus of opinions of religious scholars of Muslim *Ummah* in any era is the legal instrument to validate admissibility or inadmissibility of something in *Shariah.* The consensus is categorized into different types on the basis of its dimensions, attributes and modes. Compound Consensus is the type of consensus that is the bunch of contradictory judgments of Muslim Scholars of the era of companions of the Prophet s.a.w. and their disciples by accepting it as *Shariah* source. There is difference of opinion among Muslim scholars to believe it as a valid source to authenticate *Shariah* injunctions and commandments. Especially the scholars are divided into two groups on the authenticity of compound consensus of the disciples of the companions of the Prophet s.a.w. The article deals with different discussions about compound consensus of in principle and of the disciples of the companions of the Prophet s.a.w., its significance and validity, and misperceptions about its validity. After discussion, it seems better to consider

* اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف ساؤتھ ایشیا، لاہور۔ پاکستان
** لیکچرار اسلامیات، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین، شادباغ۔ لاہور

compound consensus as an acceptable argument. The article has been written in analytical mode.

Keywords: اجتہاد، فقہائے اربعہ، مذاہب اربعہ، استحباب اجماع

شریعتِ اسلامیہ میں اجماع کی حجیت مسلمات میں سے ہے، البتہ اجماع کی انواع و احوال اور نقل وطرق کے اعتبار سے ان کے احکام میں اختلاف واقع ہوتا ہے۔ تابعین کا عہد خیر القرون میں شامل ہے اس لیے اس عہد کو استدلالِ شرعی میں ایک خاص مقام و فوقیت حاصل ہے۔ تابعین کا کسی مسئلے پر تصریحاً و قولاً اتفاق اس مسئلے کی شرعی حیثیت کو اس اتفاق کی روشنی میں طے کر دیتا ہے۔ حلت، حرمت، وجوب، استحباب اور اباحت جس حکمِ شرعی پر بھی ان کے عہد میں تصریحاً اتفاق پایا گیا، وہ حکم نصوص کی مثل حتمی قرار دیا جائے گا، البتہ اگر تصریح موجود نہ ہو تو اب اجماع کی حقیقت وماہیت کے اعتبار سے اس کی استنادی واستدلالی حیثیت متعین ہو گی۔

اجماع کی انواع کی متعدد جہات ہیں۔ ایک نوع تصریح وعدم تصریح کے اعتبار سے ہے، ایک نوع نقل و استنباط کے اعتبار سے ہے۔ جب کہ ایک نوع اختلاف واتفاق مجتہدین سے ہے۔

اجماع کی دو انواع، اجماعِ بسیط و اجماعِ مرکب اختلاف واتفاق مجتہدین کے اعتبار سے ہے جو کہ اس کا موضوع ہے۔ اجماع مرکب کو اجماع ترکیبی کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ اجماع مرکب سے مراد کسی مسئلے کے بارے میں مجتہدین کے اقوال کا حکم کے اختلاف میں خاص تعداد میں محدود ہو کر مجمع علیہ ہو جانا ہے۔

اجماع بسیط و مرکب کی تعریف

اجماعِ بسیط کی تعریف ان الفاظ میں کی جاتی ہے:

"هو الاتفاق على رأي معين في المسألة المباشرة وهو في قبال المركب"

"یہ (مجتہدین) کسی پیش آمدہ مسئلے کے بارے میں متعین رائے پر اتفاق ہے اور یہ مرکب کے آغاز اور ابتدا پر ہوتا ہے۔"

جب کہ اجتماع مرکب کی تعریف یوں کی جاتی ہے:

"هو الذي يتركب من عدد من الفتاوى في المسألة الا أن الجميع متفقون على نفي رأي آخر غيرهما و للمثال فلو كان في المسألةرأيان و اجمع الطرفان

على نفي رأي ثالث"[1]

"کسی مسئلے کے بارے میں فتاویٰ(کے اختلاف) کا خاص تعداد میں اس طرح مترکب ہونا کہ سب متفق ہوں کہ دو کے علاوہ تیسری رائے نہیں ہو سکتی۔ مثلاً اگر کسی مسئلے میں دو آراء ہوں تو دونوں کا تیسری رائے کی نفی پر اجماع ہو گا۔"

اجماع مرکب کے قائلین و غیر قائلین

'المسودۃ فی اصول الفقہ' میں کہا گیا ہے کہ جمہور فقہاو متکلمین اجماع مرکب کے قائل نہیں ہیں:

"لا يعتد في الإجماع بقول العامة وبه قالت الشافعية والجمهور وقال قوم من المتكلمين يعتد به واليه ذهب أبو بكر بن الطيب الأشعري۔"[2]

"عام فقہاءوعلماءکے قول کے مطابق اس کواجماع میں شمار نہیں کیا جاتا۔یہی شافعیہ اور جمہور نے کہا ہے اور متکلمین کے ایک گروہ نے بھی یہی قول اختیار کیا ہے ۔ ابو بکر ابن الطیب الاشعری نے بھی یہی موقف اختیار کیا ہے۔"

جب کہ اس کے بر عکس علامہ شوکانی نے جمہور فقہاو متکلمین کو اس کا قائل قرار دیا ہے۔

"إِذَا اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعَصْرِ فِي مَسْأَلَةٍ عَلَى قَوْلَيْنِ،فَهَلْ يَجُوزُ لِمَنْ بَعْدَهُمْ إِحْدَاثُ قَوْلٍ ثَالِثٍ،اخْتَلَفُوا فِي ذَلِكَ عَلَى أَقْوَالٍ:الْأَوَّلُ:الْمَنْعُ مُطْلَقًا؛ لِأَنَّهُ كَاتِّفَاقِهِمْ عَلَى أَنَّهُ لَا قَوْلَ سِوَى هَذَيْنِ الْقَوْلَيْنِ، قَالَ الْأُسْتَاذُ أَبُو مَنْصُورٍ، وَهُوَ قَوْلُ الْجُمْهُورِ، قَالَ الْكِيَا: إِنَّهُ صَحِيحٌ وَبِهِ الْفَتْوَى، وَجَزَمَ بِهِ الْقَفَّالُ الشَّاشِيُّ وَالْقَاضِي أَبُو الطَّيِّب الطَّبَرِيُّ وَالرُّويَانِيُّ، وَالصَّيْرَفِيُّ وَلَمْ يَحْكِيَا خِلَافَهُ إِلَّا عَنْ بَعْضِ الْمُتَكَلِّمِينَ"[3]

---

[1] الكرباسى ، محمد صادق محمد، التشريع الاسلامى فى مناهله ،(اعداد: الدكتور خالد احمد السنداوى) ، بيت العلم للنابهين ، بيروت ، طبع اول،2004، ص: 138

[2] آل تيمية [بدأ بتصنيفها الجدّ: مجد الدين عبد السلام بن تيمية ، وأضاف إليها الأب، : عبد الحليم بن تيمية ، ثم أكملها الابن الحفيد: أحمد بن تيمية (٧٢٨هـ)] المسودة في أصول الفقه ، تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد، دار الكتاب العربي،33:1

[3] الشوكاني،محمد بن علي بن محمد بن عبد الله اليمني (المتوفى:١٢٥٠هـ)، إرشاد الفحول إلي تحقيق الحق من علم الأصول، تحقيق: الشيخ أحمد عزو عناية، تقديم: الشيخ خليل الميس والدكتور ولي الدين صالح فرفور، دار الكتاب العربي،طبع اول، 1999، 229:1

"جب کسی زمانے کے مجتہدین کا کسی مسئلے کے بارے میں دو اقوال کی صورت میں اختلاف ہو تو کیا بعد کے لوگوں کو تیسرے قول وضع اور اختیار کرنے کا جواز ہو گا؟ اس کے بارے میں اختلاف ہوا ہے۔ پہلا قول: مطلقاً ممانعت کا ہے۔ کیونکہ یہ ان کے اتفاق کی مانند ہے کہ ان دو قولوں کے علاوہ تیسرا قول نہیں ہے۔ الاستاذ ابو منصور نے یہی کہا ہے اور یہ جمہور کا قول ہے۔ الکیا الھراسی نے کہا ہے: یہ صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ القفال الشاشی، قاضی ابو الطیب الطبری، الرویانی اور الصیرفی نے اس پر جزم کیا ہے۔ بعض متکلمین کے سوا کسی سے اس کا اختلاف نقل نہیں کیا گیا۔"

معاصر محققین میں سے رشدی علیان نے "مخالفة الإجماع المركب" کی سرخی باندھ کے لکھا ہے کہ جمہور نے اس کی مخالفت سے مطلقاً منع کیا ہے۔ گویا جمہور اجماع مرکب کے قائل ہیں۔

"اختلفت أنظار أعلام الأمة في ذلك، فذهب جمهور العلماء إلى المنع مطلقا۔"[1]

"کبار علما کے نقطہ ہائے نظر اس کے بارے مختلف ہیں۔ جمہور علمانے (اس کی مخالفت کی) مطلقاً منع کی رائے اختیار کی ہے۔"

اس کے غیر قائلین کے بارے میں علامہ شوکانی نے لکھا ہے:

"الْقَوْلُ الثَّانِي:الْجَوَازُ مُطْلَقًا حَكَاهُ ابْنُ بُرْهَانٍ وَابْنُ السَّمْعَانِيِّ عَنْ بَعْضِ الْحَنَفِيَّةِ وَالظَّاهِرِيَّةِ، وَنَسَبَهُ جَمَاعَةٌ مِنْهُمُ الْقَاضِي عِيَاضٌ إِلَى دَاوُدَ وَأَنْكَرَ ابْنُ حَزْمٍ عَلَى مَنْ نَسَبَهُ إِلَى دَاوُدَ."[2]

"قول ثانی یہ ہے کہ اس (اجماع مرکب سے اختلاف) کا مطلق جواز ہے۔ ابن برھان، اب السمعانی، بعض حنفیہ اور ظاہریہ سے یہ مسلک نقل کیا گیا ہے۔ قاضی عیاضؒ ایک گروہ کی نسبت داؤد کی طرف کی ہے۔ ابن حزم نے داؤد کی طرف اس کی نسبت کا انکار کیا ہے۔"

تیسری رائے ان کی ہے جو کہ نہ مطلقاً قائلین ہیں اور نہ غیر قائلین بلکہ وہ اس کے بارے میں تفصیل واستدلال کے قائل ہیں۔ علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

"أَنَّ ذَلِكَ الْقَوْلَ الْحَادِثَ بَعْدَ الْقَوْلَيْنِ إِنْ لَزِمَ مِنْهُ رَفْعُهُمَا لَمْ يَجُزْ إِحْدَاثُهُ وَإِلَّا

---

[1] رشدي عليان، الإجماع في الشريعة الإسلامية، الجامعة الإسلامية،طبع اول،1977ص: 77
[2] إرشاد الفحول إلي تحقيق الحق من علم الأصول،229:1

جَازَ، وَرُوِيَ هَذَا التَّفْصِيلُ عَنِ الشَّافِعِيِّ وَاخْتَارَهُ الْمُتَأَخِّرُونَ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَرَجَّحَهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الْأُصُولِيِّينَ مِنْهُمُ ابْنُ الْحَاجِبِ، وَاسْتَدَلُّوا لَهُ بِأَنَّ الْقَوْلَ الْحَادِثَ الرَّافِعَ لِلْقَوْلَيْنِ مُخَالِفٌ لِمَا وَقَعَ الْإِجْمَاعُ عَلَيْهِ، وَالْقَوْلَ الْحَادِثَ الَّذِي لَمْ يَرْفَعِ الْقَوْلَيْنِ غَيْرُ مُخَالِفٍ لَهُمَا، بَلْ مُوَافِقٌ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ بَعْضِ الْوُجُوهِ وَمِثْلُ الِاخْتِلَافِ عَلَى قَوْلَيْنِ: الِاخْتِلَافُ عَلَى ثَلَاثَةٍ أَوْ أَرْبَعَةٍ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ، فَإِنَّهُ يَأْتِي فِي الْقَوْلِ الزَّائِدِ عَلَى الْأَقْوَالِ الَّتِي اخْتَلَفُوا فِيهَا مَا يَأْتِي فِي الْقَوْلِ الثَّالِثِ مِنَ الْخِلَافِ."[1]

"اگر دو آراء کے بعد تیسری رائے سے ان دو آراء کا رفع ہو جانا لازم آئے تو تیسری رائے اختیار کرنا جائز نہ ہو گا بصورت دیگر اس کا جواز ہے۔یہ تفصیل امام شافعی سے نقل کی گئی ہے اور ان کے اصحاب میں سے متاخرین نے اس کو اختیار کیا ہے اور اصولیین کی ایک جماعت نے اس کو ترجیح دی ہے جن میں ابن الحاجب شامل ہیں۔انہوں نے اس پر یہ استدلال کیا ہے کہ نیا قول جو ان دونوں اقوالِ (سابقہ) کو رفع کر دینے والا ہو وہ اصل میں اجماع کا مخالف ہو گا وہ نیا قول جو یہ سابقہ دونوں اقوال کو رفع نہ کرے وہ ان کا مخالف قرار نہیں دیا جائے گا بلکہ وہ ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی جہت سے موافق ہو گا۔ دو اقوال سے اختلاف کی مثال یہ ہے کہ اختلاف اگر تین، چار یا اس سے اکثر کی تعداد پر کیا جائے تو یہ قولِ زائد ہے جن اقوال پر انہوں نے اختلاف کیا۔یہ اختلاف میں تیسرا قول نہیں ہے۔"

اجماعِ مرکب، حنفیہ اور شافعیہ کے موقف کی تحقیق

اگر حنفیہ کی کتب کا جائزہ لیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور جمہور حنفیہ اجماعِ مرکب کے قائل ہیں، جیسا کہ امام ابو حنیفہؒ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"آخذ بكتاب الله، فما لم أجد فبسنة رَسُول الله، فإن لم أجد في كتاب الله ولا سنة رَسُول الله، أخذت بقول أصحابه، آخذ بقول من شئت منهم، وأدع من شئت منهم، ولا أخرج من قولهم إلى قول غيرهم۔"[2]

---

[1] إرشاد الفحول إلي تحقيق الحق من علم الأصول،229:1

[2] الخطيب البغدادي، أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي تاريخ بغداد،تحقيق:الدكتور بشار عواد

"میں کتاب اللہ سے لیتا ہوں، پھر اس میں نہ پاؤں تو سنتِ رسول اللہ ﷺ سے لیتا ہوں۔ اگر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہؐ میں نہ پاؤں تو اقوالِ صحابہ سے لیتا ہوں۔ ان میں سے جو چاہوں لے لیتا ہوں اور جو چاہوں چھوڑ دیتا ہوں۔ میں ان کے اقوال سے خارج ہو کر کسی دیگر قول کی طرف رجوع نہیں کرتا"۔

یہ واضح دلیل ہے کہ وہ اجماعِ مرکب کے قائل ہیں۔ اسی طرح التفتازانی الشافعی لکھتے ہیں:

"التَّمَسُّكُ بِالْإِجْمَاعِ الْمُرَكَّبِ وَبِعَدَمِ الْقَائِلِ بِالْفَصْلِ مَشْهُورٌ فِي الْمُنَاظَرَاتِ، وَإِبْطَالُهُ عَلَى الْوَجْهِ الَّذِي نَقَلْته عَنْ بَعْضِ الْمُتَأَخِّرِينَ لَيْسَ بِحَقٍّ . بَلْ الْحَقُّ فِي ذَلِكَ۔"[1]

"اجماع مرکب سے تمسک اور فصل کا قائل نہ ہونا مناظروں میں مشہور ہے۔ اس کا ابطال جو بعض وجوہ کی بناپر بعض متاخرین سے نقل کیا ہے وہ حق نہیں ہے بلکہ اس میں ہے۔"

تابعین کے اجماعِ مرکب کی استدلالی حیثیت

اجماعِ مرکب سے متعلق اصولی گفتگو کے بعد اس موضوع کی طرف توجہ کی جاتی ہے کہ تابعین کے اجماعِ مرکب کا استدلال و برہان میں کیا مقام ہے اور شرعی دلائل میں اس کی کیا حیثیت ہے؟ کیا جمہور جب اجماعِ مرکب کی حجیت کا دعویٰ کرتے ہیں تو ان کی مراد محض صحابہ کا اجماعِ مرکب ہے یا تابعین کا اجماع بھی اس میں شامل ہے؟ غیر صحابہ کے اجماعِ مرکب کی حجیت کے بارے میں اسی طرح اختلاف ہے جیسا کہ اس کی حجیت میں ہے۔ علامہ تفتازانیؒ لکھتے ہیں:

"إذا اختلفت الصحابة في قولين يكون إجماعا على نفي قول ثالث عندنا وأما في غير الصحابة فكذا عند بعض مشايخنا, وبعضهم خصوا ذلك بالصحابة رضي الله عنهم۔"[2]

"اگر صحابہ دو آراء کی صورت میں اختلاف کریں تو یہ ہمارے نزدیک تیسرے قول کی نفی میں

معروف، دار الغرب الإسلامي، بيروت، طبع اول، ۲۰۰۲ء، 502:15

[1] التفتازاني، سعد الدين مسعود بن عمر (المتوفى:۷۹۳ھ)، شرح التلويح على التوضيح، مكتبة صبيح بمصر، بدون طبعة وبدون تاريخ، 87:2

[2] شرح التلويح على التوضيح، 58:2

اجماع ہو گا اور جہاں تک غیر صحابہ کا معاملہ ہے تو ہمارے بعض مشائخ کے نزدیک اس میں بھی اجماع ہو گا۔ بعض نے اسے صحابہ تک خاص کیا ہے۔"

بعض نے امام ابو حنیفہؒ کے اس قول سے تابعین کے اجماعِ مرکب کی عدمِ حجیت کے موقف پر استدلال کیا ہے:

"فَإِنَّهُ قَالَ مَا ثَبت عَن النَّبِي ﷺ فعلى الرَّأْس وَالْعين وَإِذا اخْتلف الصَّحَابَة تخيرنا من أَقْوَالهم وَأما إِذا جَاءَ عَن التَّابِعين فَنحْن رجال وهم رجال۔"[1]

"آپؒ نے فرمایا: جو نبی ﷺ سے ثابت ہے وہ سر آنکھوں پر اور جب صحابہ میں اختلاف ہو تو ہم ان کے اقوال میں سے اختیار کرتے ہیں اور جب تابعین کی بات آتی ہے تو وہ بھی رجال ہیں اور ہم بھی رجال۔"

حالانکہ اس قول سے امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک تابعین کے اجماعِ مرکب کی عدم حجیت ثابت نہیں ہوتی اور اس کی درج ذیل وجوہ ہیں۔

اول: امام ابو حنیفہؒ راجح قول کے مطابق خود تابعی ہیں اور وہ اپنے ہم مرتبہ افراد کے قول کو تقلیداً قبول نہ کرنے کی جانب تصریح فرما رہے ہیں نہ کہ تابعین کے اجماعِ مرکب کی حجیت کا انکار فرما رہے ہیں۔

دوم: کسی عہد کے گزرنے کے بعد کے لوگوں نے ان کے اقوال و اجماع کی حجیت کے بارے میں اتفاق و اختلاف کیا ہے۔ مثلاً صحابہ کا اجماع حجت ہے یہ صحابہ نے نہیں فرمایا اور نہ انہوں نے اس پر دلائل دیئے کہ ہمارا اجماع حجت ہے۔ صحابہ تو باہم اختلاف و اتفاق کرتے رہے۔ یہ مابعد امت کے مجتہدین نے استدلالاً ثابت کیا کہ ان کا اجماع حجت ہے اور امت نے اس کو قبول کیا۔ اسی طرح تابعین کے عہد میں تو اختلاف و اتفاق ہو گا۔ مابعد کے لوگ فیصلہ کریں گے کہ تابعین کا اجماعِ مرکب حجت ہے یا نہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کا عہد تو تابعین کا عہد ہے۔ اس لیے ان کے اقوال سے حجیت و عدم حجیت کے فیصلے کی بجائے بعد میں مجتہدین کے اقوال و فروعات پر نظر کی جائے گی۔ اگر کتب اصولِ فقہ و فقہ کا مطالعہ کیا جائے تو یہی مستنبط ہوتا ہے تابعین کا اجماعِ مرکب جمہور کے نزدیک حجت شرعی ہے۔ اس کے دلائل درج ذیل ہیں۔

---

[1] العلائي ، صلاح الدين أبو سعيد خليل بن كيكلدي بن عبد الله الدمشقي إجمال الإصابة في أقوال الصحابة، تحقيق: د. محمد سليمان الأشقر، جمعية إحياء التراث الإسلامي، الكويت، طبع اول، 1407ھ، 80

دلیل اول: وہ دلائل جو اجماعِ مرکب کی حجیت پر دیئے گئے ہیں وہ صحابہ کے اجماع تک محدود نہیں رہتے بلکہ تابعین پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ جب کسی پر "اجماع" کی اصطلاح کا اطلاق کر دیا جائے تو اس کو حجت ماننا بھی لازم آتا ہے۔

دلیل دوم: جب صحابہ کا کسی مسئلے کے اختلاف میں اجماعِ مرکب ہو گا۔ تو لا محالہ کسی ایک قول کو اختیار کرنے میں دلیل کی ضرورت ہو گی اور دلیل صحابہ تو ہو نہیں سکتے کیونکہ ترجیح کے لیے اس کے علاوہ دلیل درکار ہو گی۔ وہ دلیل قرآن وسنت کی نصوص کی تعبیر ہو گی یا خیر القرون کے افراد ہوں گے جن کے علم وتقویٰ پر امت مجتمع ہے۔ لہٰذا ترجیح کی دلیل اگر تابعین ہو سکتے ہیں تو ان کے آپس میں اختلاف میں اجماعِ مرکب کیوں دلیل نہیں ہو گا۔

"وَاحْتج ابْن عبد الْبر لما ذهب إِلَيْهِ الْجُمْهُور أَنه لَا يتَخَيَّر بَين أَقْوَال الصَّحَابَة عِنْد اخْتلَافهمْ بل يرجع إِلَى مَا يتَرَجَّح بِهِ من خَارج بِاتِّفَاق أَصْحَاب النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم على تخطئة بَعضهم بَعْضًا وَرُجُوع بَعضهم إِلَى قَول غَيره ۔"[1]

"ابن عبد البرؒ نے استدلال کیا ہے کہ جب جمہور اس طرف گئے ہیں کہ وہ اقوالِ صحابہ میں تخییر نہیں کریں گے جب ان کا باہم اختلاف ہو بلکہ خارج سے ترجیح کے لیے رجوع کریں گے جیسا صحابہ کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ ایک دوسرے کے تخطئہ کے بعد کسی غیر کے قول کی طرف رجوع کرتے تھے۔"

صحابہؓ کا غیر صحابہ کی طرف یعنی اپنے شاگرد تابعین کی طرف رجوع ثابت ہے لہٰذا تابعین کی طرف جب رجوع کا جواز صحابہ سے ثابت ہے تو ان کے اجماعِ مرکب کو صحابہ کے اجماع والی حیثیت حاصل ہو گی۔

دلیل سوم: متاخرین فقہا جب مذاہبِ اربعہ سے خروج کو منع کرتے ہیں تو یہ اس کی دلیل ہے کہ تابعین کے اجماعِ مرکب سے خروج کی ممانعت اولیٰ ہے۔ اور اگر مذاہب اربعہ میں محدود رہا جائے گا تو عملاً تابعین کے اجماعِ مرکب میں محدودیت لازم آئے گی کیونکہ فقہائے اربعہ کے مذہب میں تابعین کے اجماعِ مرکب سے خروج نہیں پایا جاتا۔ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں:

"بَاب تَأْكِيد الْأَخْذ بِهَذِهِ الْمذَاهب الْأَرْبَعَة، التَّشْدِيد فِي تَركهَا وَالْخُرُوج عَنْهَا - اعْلَم أَن فِي الْأَخْذ بِهَذِهِ الْمذَاهب الْأَرْبَعَة مصلحَة عَظِيمَة وَفِي الْإِعْرَاض عَنْهَا

[1] إجمال الإصابة في أقوال الصحابة، 80

كلهَا مفْسدَة كَبِيرَة وَنحن نبين ذَلِك بِوُجُوه - أَحدهَا أَن الْأمة اجْتمعت على أَن يعتمدوا على السّلف فِي معرفَة الشَّرِيعَة فالتابعون اعتمدوا فِي ذَلِك على الصَّحَابَة وَتبع التَّابِعين اعتمدوا على التَّابِعين۔"[1]

"باب: چاروں مذاہب کو تھام لینے کی تاکید اور ان کو ترک کرنے اور ان سے خروج کی ممانعتِ شدیدہ۔ جان لو ان چاروں مذاہب کو تھامے رکھنے میں عظیم مصلحت ہے اور ان سب سے رو گردانی میں بہت بڑا فساد ہے۔ ہم اس کی وجوہ بیان کرتے ہیں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ امت شریعت کی معرفت میں سلف پر اعتماد کرنے میں مجتمع ہے۔ تابعین نے صحابہ پر اعتماد کیا اور تبع تابعین نے تابعین پر اعتماد کیا۔"

دلیل چہارم: متاخرین حنفیہ کی کتب میں ایسے نظائر کثرت سے موجود ہیں جہاں حنفیہ و شافعیہ کے اجماعِ مرکب کو بطور اجماع اور حجت کے پیش کیا گیا ہے۔ 'نور الانوار' کی شرح 'قمر الاقمار' میں ہے:

"نَظِيرُهُ أَنَّهُ لَيْسَ لِلْأَبِ وَالْجَدِّ إجْبَارُ الْبِكْرِ الْبَالِغَةِ عَلَى النِّكَاحِ عِنْدَنَا وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ - رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى - لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وِلَايَةُ الْإِجْبَارِ فَالْقَوْلُ بِوِلَايَةِ الْأَبِ دُونَ الْجَدِّ خِلَافُ الْإِجْمَاعِ۔"[2]

"اس کی نظیر یہ ہے کہ والد اور دادا کو ہمارے نزدیک بالغ کنواری لڑکی پر نکاح میں اجبار کا حق نہیں اور امام شافعیؒ کے نزدیک دونوں کو ولایتِ اجبار حاصل ہے۔ چنانچہ یہ قول کہ والد کو ولایت حاصل ہے اور دادا کو نہیں یہ اجماع کے خلاف ہو گا۔"

حاصل کلام

انواع اجماع کی متعدد جہات ہیں۔ انہی میں سے ایک بحث اختلاف یا اتفاق مجتہدین کے اعتبار سے ہے، جس کے تحت اجماع بسیط اور اجماع مرکب کا بیان شامل ہے۔ کسی پیش آمدہ مسئلہ پر مجتہدین کا متعین رائے پر

---

[1] شاه ولي الله الدهلوي ،أحمد بن عبد الرحيم، عقد الجيد في أحكام الاجتهاد والتقليد، تحقيق:محب الدين الخطيب، المطبعة السلفية،القاهرة، ص: 13

[2] اللكنوى،محمد عبد الحليم بن محمد امين ، قمر الاقمار لنور الانوار،(محقق:محمد عبد السلام شاہین)،دار الكتب العلميه،بيروت،طبع اول،1:111

اتفاق "اجماع بسیط" کہلاتا ہے۔ اجماع مرکب سے مراد یہ ہے کہ کسی مسئلہ پر ایک مخصوص تعداد کے بارے میں مجتہدین کا اتفاق ہو جانا، یعنی اگر اس مسئلہ میں دو آراء موجود ہوں تو اس پر اتفاق ہو جانا کہ اسی مسئلہ میں تیسری رائے کا اعتبار نہیں ہو گا۔ اجماع مرکب کی حجیت کے متعلق اقوال ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ "المسودہ" کے مطابق جمہور فقہاو متکلمین اجماع مرکب کے قائل نہیں ہیں، لیکن علامہ شوکانیؒ نے جمہور فقہا و متکلمین کو اس کا قائل قرار دیا ہے۔ معاصر محققین میں سے رشدی علیان نے "مخالفة الإجماع المركب" کی سرخی باندھی ہے اور لکھا ہے کہ جمہور نے اس کی مخالفت سے مطلقاً منع کیا ہے۔ غرض یہ کہ جمہور اجماع مرکب کے قائل ہیں۔ اجماع مرکب کی حجیت کی طرح تابعین کرامؒ کے اجماع مرکب کی حیثیت میں بھی قائلین وعدم قائلین کے مؤقف موجود ہیں، البتہ کتب فقہ کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ تابعین کا اجماعِ مرکب جمہور کے نزدیک حجت شرعی ہے۔